فتوی ۳۶۷۲
۲۶ ج م

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

کیا فرماتے ہیں مشائخ علماء کرام مسائل ھذا کے بارے میں۔

۱۔ ہماری جامع مسجد کی صورت کچھ اس طرح ہے (مسجد و مدرسہ عربیہ رائے ونڈ مرکز کی ہے)
ایک ہی چار دیواری کے اندر وسیع مسجد۔ مسجد کے مشرق میں دارالاقامہ اس کے پیچھے راستہ اس کے پیچھے مدرسۃ للبنات۔ اور مسجد کے شمال میں مسجد کیساتھ متصل ایک راستہ ہے اس کے ساتھ مطعم ہے۔ مسجد کا مشرقی حصہ جو کہ سائبان کے نام سے معروف ہے اس کے مشرق میں ایک صحن ہے اور اس صحن کے ساتھ مکتب ہے (درجہ حفظ کی درسگاہ)۔ مطعم اور مکتب کی اوپر والی منزل پر مدرسہ (درجہ کتب کی درسگاہ) ہے نقشے میں ملاحظہ فرمائیں۔

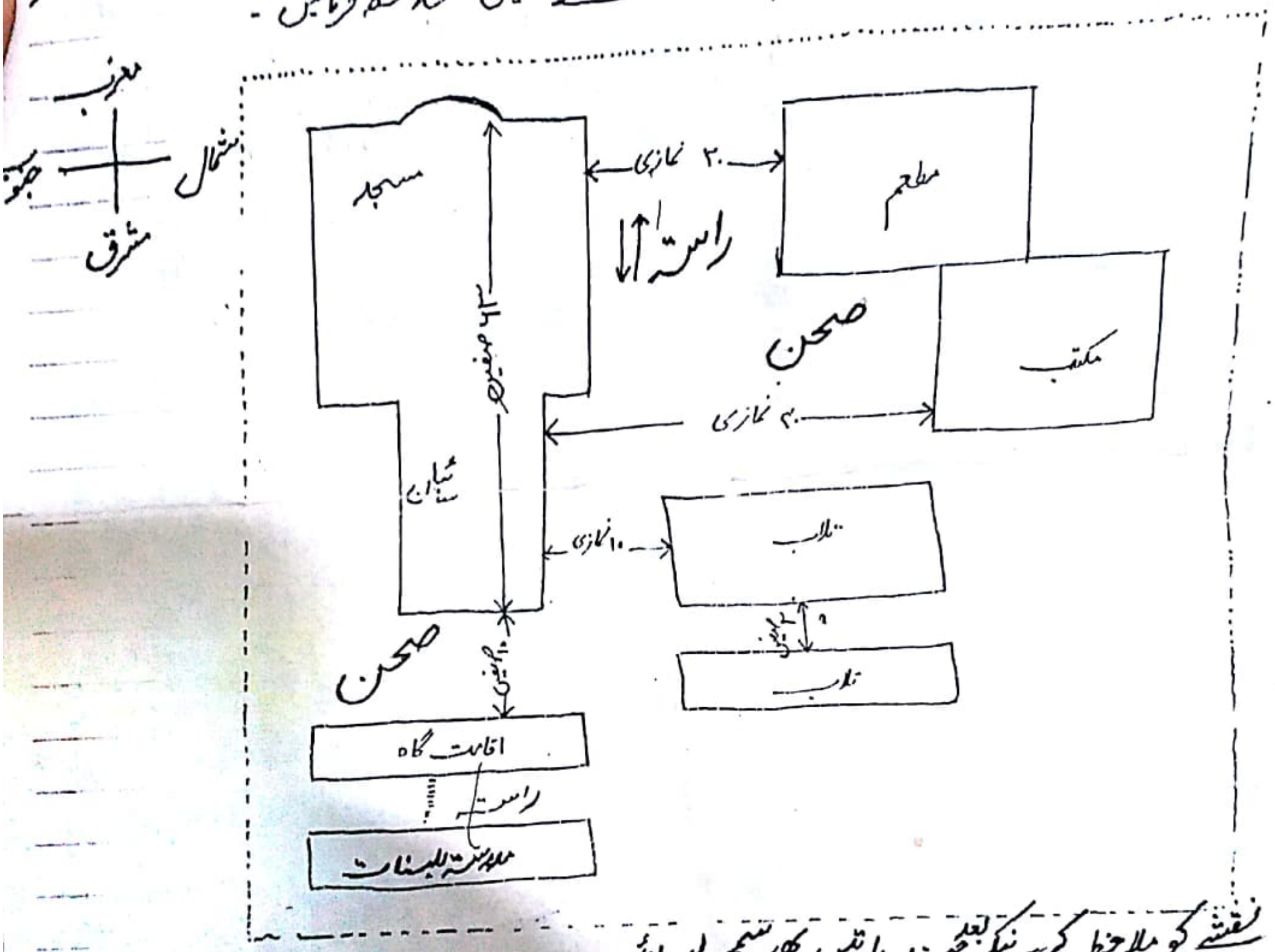

نقشے کو ملاحظہ کرنے کے بعد چند باتیں بھی سمجھ لی جائیں۔

۱۔ مسجد میں کل صفیں ۳۲ بنتی ہیں۔ ۲۔ مسجد کے ساتھ متصل شمالی راستہ طلباء اور نمازیوں کیلئے کینٹین وغیرہ کیطرف آنے جانے کیلئے استعمال ہوتا ہے یعنی یہ راستہ صرف مسجد سے متعلقہ افراد کیلئے مستعمل ہے باہر کے غیر کیلئے نہیں۔ ۳۔ نقشہ میں واضح کسی گوشہ کسی بھی عمارت میں کھڑے ہونے والے نمازی پر امام کی حالت مشتبہ نہیں ہوتی عام ہے کہ مکبرین کے ذریعے ہو یا لاؤڈ اسپیکر کے ذریعے۔ ۴۔ راستہ اتنا وسیع ہے کہ بیک وقت تقریباً ۳ بیل گاڑیاں آسانی سے گذر سکتی ہیں۔ ۵۔ راستے، صحن اور تالابوں کے درمیان جوتیاں استعمال نہیں ہوتی، صرف اقامت گاہ اور مدرسۃ للبنات کے درمیان والے راستے میں جوتے استعمال ہوتے ہیں۔ ۶۔ کبھی تو نمازیوں کی تعداد اتنی بڑھ جاتی ہے کہ نمازی

Scanned by CamScanner

۲۶۳۶/۲۲
دارالافتاء ۳۰

ہیں۔ تالابوں کی چھت پر بھی مشکل پورے آتے ہیں۔

مسجد۔ راستوں۔ صحن۔ مطعم۔ تالابوں کے درمیان۔ تالابوں کی چھت پر بھی مشکل پورے آتے ہیں۔

مندرجہ بالا وضاحت کے بعد مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات مطلوب ہیں۔

ا۔ مسجد میں نماز با جماعت ادا کرتے ہوئے اگر اتصال نہ ہو بایں طور کہ ۲ صفیں محراب کے پاس۔ ۲ صفیں درمیان میں اور ۲ صفیں سائبان کے آخر میں بنیں تو کیا حکم ہے واضح رہے امام کی حالت مشتبہ نہیں ہے۔

ب۔ اگر نمازی مطعم میں ہوں یا مطعم کی چھت پر۔ اور وہ مسجد کی جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنا چاہتے ہیں لیکن درمیانی راستے میں نمازی کوئی نہیں۔ اسی طرح مکتب یا مکتب کی چھت اور تالابوں کے درمیان یا تالابوں کی چھت اور اقامت گاہ یا اقامت گاہ کی چھت پر کھڑے ہو کر نماز پڑھنا درمیان والے راستوں یا صحن میں اتصال نہ ہونے کی صورت میں کیا حکم رکھتا ہے؟ اور تالاب وضو کیلئے ہیں اور عام طور پر وضو کیلئے بنائے گئے تالابوں جتنے یا اس سے بڑے ہیں۔

ج۔ زید کہتا ہے کہ یہ سب اردگرد کی عمارتیں فناء مسجد میں شامل ہیں اور فناء مسجد میں نماز بلا اتصال بالکل درست ہے رہ گیا راستہ تو وہ شاہراہ عام نہیں کہ اس راستے میں جوتوں کے بغیر صرف مسجد سے متعلقہ افراد ہی گذرتے ہیں۔ اور اس میں گاڑیوں وغیرہ کا بھی گذر نہیں ہے۔ اس لیے یہ راستہ صحت جماعت سے مانع نہیں ہے۔ زید اپنے قول میں صادق ہے یا کاذب

د۔ فناء مسجد سے کیا مراد ہے۔ اس کی حد کتنی ہے۔ نقشے میں واضح کی گئی عمارتوں میں سے کون کون سی عمارت فناء مسجد میں داخل ہیں واضح رہے چار دیواری ایک ہے اور عمارت مسجد سے متعلقہ ہیں۔

ھ۔ مسجد کی جماعت کیساتھ نماز ادا کریں تو کیا حکم ہے واضح رہے اقامت گاہ اور مدرسۃ البنات کے طالبات۔ درمیانی راستہ میں صفیں نہیں بنتی۔

و۔ شاہراہ عام سے کیا مراد ہے۔

ز۔ اگر مجبوری ہو تو مثلاً تیز بارش۔ سخت دھوپ۔ مجمع کثیر ہو تو مذکورہ عمارتوں (مطعم۔ مکتب۔ تالاب۔ اقامت گاہ) میں کھڑے ہو کر بغیر اتصال کے نماز ادا کرنا کیسا ہے۔

ح۔ شریعت میں اس مجبوری کا کیا معیار ہے جس کی بنا پر اپنے مذہب کو چھوڑ کر دوسروں کے مذہب پر فتویٰ دیا جاتا ہے۔ کیا "ز" صورت میں ذکر کردہ چیزیں مجبوری نہ بنیں گیں۔

ط۔ عمرو کہتا ہے جب ائمہ ثلاثہ کے ہاں بغیر اتصال کے نماز مذکورہ صورتوں میں جائز ہے تو احناف کی بھی ہو ہی جائے گی۔

براہ کرم ہر ہر جزئی کا مفصل جواب دیکر ممنون و مشکور فرمائیں۔

نمبر ۲۔ تفسیر جلالین شریف میں پارہ ۲۲ سورۃ الاحزاب صفحہ ~~۳۲۰~~ ۳۵۸ حاشیہ ۱۳ (قدیمی کتب خانہ) میں "یاایھا الذین اٰمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما" کی تفسیر میں اذان میں شہادت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سننے پر انگوٹھے چومنا پھر آنکھوں پر لگانا وغیرہ کا مختلف ادلہ سے اثبات کیا ہے۔ ایک تو اس کی تحقیق مطلوب ہے۔ دوسرا محشی جلالین کے بدعتی یا فرقہ بریلویہ سے منسوب ہونے یا نہ ہونے کا معلوم کرنا ہے۔

بینوا وتوجروا

فقط والسلام

مستفتی

Scanned by CamScanner

الجواب حامداً و مصلیاً

(1) واضح ہو کہ مسجد (اگرچہ بڑی ہو، بشرطیکہ بہت زیادہ بڑی نہ ہو) اور فناءِ مسجد میں بلا اتصالِ صفوف بھی اقتداء صحیح ہے۔ اور فناءِ مسجد سے مراد وہ جگہ ہے جو مسجد کے ساتھ اسطرح متصل ہو کہ درمیان میں راستے وغیرہ کا فصل نہ ہو۔ اسمیں حدودِ مسجد سے متصل خالی میدان بھی داخل ہے اور وہ عمارتیں بھی داخل ہیں جنکے دروازے اُس میدان میں کھلتے ہوں — چنانچہ شامیہ، بحر وغیرہ میں "خانقاہِ شیخونیہ" کے صحن میں واقع خلواتِ سفلیہ میں بلا اتصالِ صفوف اقتداء کو اس بناء پر جائز قرار دیا گیا ہے کہ ان عمارات کے دروازے مسجد کی فناء میں کھلتے ہیں۔

یہ بھی واضح ہو کہ مانعِ اقتداء صرف طریقِ عام ہے، اور اُس کی بعض حضرات فقہاء رحمہم اللہ نے جو علامات ذکر فرمائی ہیں، اُنکی روشنی میں طریقِ عام کی پہچان یہ ہے کہ اس سے مراد وہ عام راستہ ہے جو دونوں طرف سے کھلا ہو کہ مسجد کے علاوہ کہیں اور بھی نکلتا ہو اور اس پر صرف مخصوص لوگ (مثلاً مسجد میں آنیوالے) ہی نہیں بلکہ عام و خاص سب ہی لوگ گذرتے ہوں۔

اس تفصیل کی روشنی میں سوال میں مذکور مسجد کے شمالی جانب کا راستہ طریقِ عام معلوم نہیں ہوتا، لہٰذا مسئولہ صورت میں مسجد سے متصل "مشرقی اور شمالی صحن" اور وہ تین عمارات جن کے دروازے اس صحن میں کھلتے ہیں یعنی مطعم، مکتب اور اقامت گاہ فناءِ مسجد میں داخل ہیں۔ البتہ "اقامت گاہ اور مدرسۃ البنات کا درمیانی راستہ" اور "مدرسۃ البنات کی عمارت" فناءِ مسجد سے خارج ہیں۔ اسلئے مسئولہ صورت میں مسجد سے متصل صحن اور مذکورہ تین عمارات یعنی مکتب، مطعم اور اقامت گاہ کے اندر یا ان عمارتوں کی چھتوں پر بلا اتصالِ صفوف اقتداء صحیح ہے اور "اقامت گاہ اور مدرسۃ البنات کے درمیانی راستے" اور "مدرسۃ البنات کی عمارت" کے اندر یا اسکی چھت پر بلا اتصالِ صفوف اقتداء صحیح نہیں۔

اور بڑا حوض مطلقاً مانعِ اقتداء ہے اسلئے مسئولہ صورت میں تالابوں کے عقبی اور شمالی جانب کے حصّہ اور اسی طرح دونوں تالابوں کے درمیان کے راستے میں بھی کسی ایک جانب سے اتصالِ صفوف کے بغیر اقتداء صحیح نہیں۔

یہ حکم عام ہے اسمیں بارش وغیرہ اعذار سے فرق نہیں آئیگا۔ اسلئے کہ بارش وغیرہ ترکِ جماعت کے اعذار ہیں، اور اتحادِ مکان صحتِ اقتداء کی لازمی شرط ہے لہٰذا بارش وغیرہ اعذار کا اگر اعتبار کرینگے تو اُس سے زیادہ سے زیادہ مسجد کی جماعت میں شریک نہ ہونے کا جواز ثابت ہوگا نہ یہ کہ اُس کیوجہ سے مسجد میں کھڑے امام کی اقتداء کی صحت کیلئے جہاں اتصالِ صفوف شرط ہے وہاں اس شرط کے بغیر ہی اقتداء صحیح ہو جائے — (بقیہ اس ورق کی پشت پر ملاحظہ ہو)

Scanned by CamScanner

اس تفصیل سے پہلے مسئلہ سے متعلق آپ کے تمام سوالات کا جواب ہوگیا۔

البتہ واضح ہو کہ مسجد اور فناءِ مسجد میں بلا اتصالِ صفوف اقتداء کی صحت کا یہ مطلب نہیں کہ بلا ضرورت درمیان میں خلاء چھوڑ کر اقتداء کرنا بلا کراہت جائز ہے۔ بلکہ اسکو مکروہ تحریمی لکھا ہے (دیکھئے احسن الفتاوی ص۳۰۶ ج۳) اسلئے اسکا مطلب صرف اتنا ہے کہ باوجود کراہت تحریمی کے اگر کوئی شخص ان جگہوں میں کھڑے ہو کر اقتداء کریگا تو اسکی نماز صحیح ہو جائیگی، اور اس سے فرض ساقط ہو جائیگا۔

فی الحدیث: (مشکوٰۃ ۱/۹۹)

"عن أبی بکرۃ رضی اللہ عنہ أنّہ انتہی إلی النبی صلی اللہ علیہ وسلّم، وھو راکعٌ، فرکع قبل أن یصل إلی الصف ثمّ مشی إلی الصّف فذکر ذالک للنبی صلی اللہ علیہ وسلّم فقال: زادك اللہ حرصًا ولا تعد" رواہ البخاری۔

وفی الشامیۃ (۱/۵۸۵):

"والمسجد وإن کبر لا یمنع الفاصل إلّا فی الجامع القدیم بخوارزم فإنّ ربعہ کان علی أربعۃ آلاف أسطوانۃ اھ" (راجع إمداد الفتاوی ص۳۲۹ ج۱)

وفی الحلبی الکبیر (۶۱۴):

"وفناء المسجد لہ حکم المسجد، حتّی لو اقتدی بالإمام منہ یصحّ الاقتداء وإن لم تتصل الصّفوف ولا المسجد ملأن۔ وینبغی أن یختصّ بھذا الحکم دون حرمۃ مرور الجنب ونحوہ، وفناؤہ ھو المکان المتصل بہ لیس بینہ وبینہ[عہ] طریق" انتہی (راجع جز ۱ ص۳۴۳)

[عہ] اقتباس من بینہ وبین طریق ولکن ھکذا فی الکتاب ۱۲

وفی الشامیۃ (۱/۵۸۵)

"وذکر فی البحر عن المجتبی أنّ فناء المسجد لہ حکم المسجد، ثمّ قال: وبہ علم أنّ الاقتداء من صحن الخانقاہ الشیخونیۃ بالإمام فی المحراب صحیحٌ وإن لم تتصل الصفوف، لأنّ الصحن فناء المسجد، وکذا اقتداء من بالخلاوی السفلیۃ[عہ] صحیحٌ، لأنّ أبوابھا فی فناء المسجد ...... وفی الخزائن فناء المسجد ھو ما اتصل بہ ولیس بینہ وبینہ طریق اھ۔

[عہ] وکذا العلویۃ راجع تنقیح ۱۲

قلت: یظھر من ھذا أنّ مدرسۃ الکلاسۃ والکاملیۃ من فناء المسجد الأموی فی دمشق لأنّ بابھما فی حائطہ، وکذا المشاھد الثلٰثۃ التی فیہ بالأولی، وکذا ساحۃ باب البرید والحوانیت التی فیھا اھ" (راجع لحکم السقف للبسوط للسرخسی ص۲۱)

(بقیہ مسئلہ ورقہ پر ملاحظہ فرمائیے)

Scanned by CamScanner

وفی منحۃ الخالق علی البحر (۱/۳۶۳):

"وعلی الصحیح یصح الاقتداء بإمام المسجد الحرام فی المحال المتصلۃ بہ وان کانت أبوابھا من خارج المسجد" انتھی۔

وفی التتارخانیۃ (۱/۶۱۶و۶۱۷):

"قد تکلم المشائخ فی مقدار الطریق الذی یمنع الاقتداء... قال بعضھم: اذا کان طریقا تمر فیہ العامۃ یکون عظیما یمنع الاقتداء بہ، وان کان طریقا لا تمر فیہ العامۃ وانما یمر فیہ الواحد والاثنان لا یمنع الاقتداء .... (الی قولہ) ویجوز الاقتداء لجار المسجد بإمام المسجد وھو فی بیتہ اذا لم یکن بینہ وبین المسجد طریق عام، وان کان طریقا عاما ولکن سدتہ الصفوف جاز الاقتداء لمن فی بیتہ بامام المسجد۔ ولو کان ھذا فی مسجد الرباط والخان وبینھما طریق لأھل الرباط لا یمنع الاقتداء لأنہ لیس بطریق عام (الی قولہ) وسمعت بعض المشائخ یقولون: الطریق الذی فی الجامع یمنع الاقتداء لانہ طریق عام، فقلت: إنہ طریق المصلین إلی موضع الصلوۃ فلا یکون مانعا" اھ

وفی الدر المختار (۱/۵۸۴):

ویمنع من الاقتداء ... (طریق ... أو نھر تجری فیہ السفن) ولو زورقا ولو فی المسجد (أو خلاء) أی فضاء فی الصحراء أو فی مسجد کبیر جدا اھ

وفی الشامیۃ تحت قولہ "طریق":

"أی نافذ، أبو السعود عن شیخہ، ط۔ قلت: ولیفھم ذلک من التعبیر عنہ فی عدۃ کتب بالطریق العام، وفی التتارخانیۃ: الطریق فی مسجد الرباط والخان لا یمنع لأنہ لیس بطریق عام" انتھی۔

وقال تحت قولہ "نھر":

"وأما البرکۃ أو الحوض فإنہ إن کان بحال لو وقعت النجاسۃ فی جانب تنجس الجانب الآخر لا یمنع، وإلا منع والحاصل أن الحوض الکبیر المذکور فی کتاب الطھارۃ یمنع أی مالم تتصل الصفوف حولہ (ظاھر ھذا أنہ یمنع ولو کان داخل المسجد فضلا عن الفناء کما صرح بذلک فی النھر والطریق بقولہ "ولو فی المسجد، وکذا ذکر الحکم فی الحوض فی أحسن الفتاوی ج ۳ ص ۳۰۷)

(۲) مسئولہ مسئلے کی تحقیق یہ ہے کہ اذان میں شہادتین کے وقت انگوٹھے چومنے کا ثبوت کسی صحیح حدیث سے نہیں ہے۔ علامہ شامی رحمہ اللہ نے رد المحتار میں اسکے عدم ثبوت کی صراحت فرمائی ہے (دیکھئے ص ۱/۳۹۸) باقی محشی جلالین نے اسکا ثبوت "قہستانی" وغیرہ ایسی کتابوں سے نقل کیا ہے جو غیر معتبر یا غیر معروف ہیں۔ اسلئے اس فعل کو سنت

Scanned by CamScanner

یا ثواب سمجھ کر کرنا جائز نہیں ہے، اور عوام کی عادت اسکو سنت یا پھر ثواب سمجھ کر ہی کرنے کی ہے، چنانچہ اسکے تارک پر نکیر کی جاتی ہے، اسلئے اسکا ترک بہر حال ضروری ہے (راجع احسن الفتاوی ص۳۷۹ ج۱)

باقی محشی جلالین کے بارہ میں اتنا ملا ہے کہ یہ حاشیہ تیس ۳۰ مختلف کتب تفسیر سے انتخاب کر کے تیار کیا گیا ہے، چنانچہ ہر حاشیہ کے آخر میں عموماً اس کتاب کا نام ہوتا ہے جس سے وہ بات نقل کی گئی ہوتی ہے، تاہم یہ انتخاب کرنے والے کون ہیں؟ اور کوئی ایک بزرگ ہیں یا کئی لوگ ہیں؟ اس بارہ میں تلاش کے باوجود کوئی صراحت نہیں ملی — واللہ سبحانہ وتعالی اعلم

بندہ عابد شاہ
دار الافتاء والارشاد کراچی
۱-۱-۱۴۲۸ھ

الجواب صحیح
حبیب اللہ
دار الافتاء والارشاد کراچی
یکم محرم ۱۴۲۸ھ

الجواب صحیح
سعید اللہ
دار الافتاء والارشاد
۲ محرم ۱۴۲۸ھ

الجواب صحیح
محمد عفا اللہ عنہ
دار الافتاء والارشاد کراچی
۵ محرم ۱۴۲۸ھ

دار الافتاء والارشاد کراچی
رمضان ۱۳۸۳ھ
ناظم آباد

Scanned by CamScanner